سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: بائیسویں

رسالہ نمبر 1

الطیب الوجیز ۱۳۰۹ھ
فی امتعۃ الورق والابریز

سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے
میں مزیدار مختصر کلام

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
الطیب الوجیز فی امتعۃ الورق والابریز ۱۳۰۹ھ
(سونے اور چاندی کی اشیاء کو استعمال کرنے کے بارے میں مزیدار مختصر کلام)

مسئلہ ۱۷: از اکولہ صوبہ برابر مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب ۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگوکھے کرتے ہیں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر لگانے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہے۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں؟ اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا کیا شرطیں ہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

سونے چاندی کے بوتام بطور مذکور لگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر وذخیرہ ومنتقی وتتارخانیہ ودرمختار وطحاوی وہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ثابت۔ درمختار میں ہے:

فی التتارخانیۃ عن السیر کبیر لاباس بازار الدیباج والذہب [1]۔	تتارخانیہ میں سیر کبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ ریشم اور سونے کی گھنڈیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (ت)

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۹

عالمگیری میں ہے:

لاباس بلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازرارہ دیبا او ذھب کذافی الذخیرۃ[2]۔	جنگ کے بغیر ایسا کپڑا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں جس کی گھنڈیاں ریشم یا سونے کی ہوں۔اسی طرح ذخیرہ میں مذکور ہے۔(ت)

اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہو یہ صحیح نہیں۔شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے وہاں بہت سی صورتوں کی اجازت بھی دی ہے۔مثلاً:

(۱) سونے کی گھنڈیاں **کما سمعت انفاً** (جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ت)

(۲) سونے کا تکمہ،

فی الدرالمختار عن شرح الوھبانیۃ عن المنتقی لاباس بعروۃ القمیص وزرہ عن الحریر لانہ تبع[3] الخ وستسمع فی اللبس ترخیص الحریر ترخیص النقدین بل سیأتیك نص المسئلۃ عن ردالمحتار۔	درمختار میں شرح وہبانیہ نے "المنتقی" سے نقل کیا ہے کہ قمیص کا تکمہ اور اس کی گھنڈیاں ریشمی ہوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تابع کی حیثیت رکھتی ہیں الخ۔عنقریب تم سنوگے کہ ریشم کے پہننے میں رخصت دینا سونے چاندی (نقدین) کے استعمال کرنے کی سی رخصت ہے۔عنقریب فتاوٰی شامی کے حوالے سے تمھارے پاس اس مسئلہ کی تصریح آئے گی۔(ت)

(۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل۔**فی الدرحل مسمار الذھب فی حجر الفص**[4] (پتھر کے نگینے میں سونے کی کیل لگانا جائز ہے۔ت)

(۴) چاندی کی انگوٹھی کی انگشتری میں سونے کے دندانے۔

فی ردالمحتار کالاسنان المتخذۃ من الذھب علی حوالی خاتم الفضۃ فان الناس یجوزونہ من غیر نکیر	اور دالمحتار میں ہے کہ جیسے سونے کے دندانے چاندی کی انگوٹھی کے آس پاس لگے ہوں تو جائز ہے کیونکہ لوگ بغیر کسی انکار کے اس کو جائز کہتے ہیں،

---

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی کتب خانہ کراچی ۵ /۳۳۲

[3] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۳۹

[4] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۰

ویلبسون تلك الخواتم [5]۔	اور اس قسم کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں۔(ت)

(۵) کواڑوں یا صندوقچی یا قلمدان وغیرہا میں سونے کی گل میخیں بر یخیں اور خود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز یہ بعینہٖ اس صورت کی نظریں ہیں کہ انگرکھا کرتا تاش بادلے کا حرام اور گھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل وتابع ہیں۔

فی الهندیة لاباس بمسامیر ذهب وفضة ویکره الباب منه [6]۔	ہندیہ میں ہے سونے یا چاندی کی کیلیں لگانے میں کوئی حرج نہیں البتہ سونے چاندی کا دروازہ بنانا مکروہ ہے۔(ت)

(۶) یوہیں چاندی سونے کے کام کے دو شالے چادر کے آنچلوں۔ عمامے کے پلوؤں، انگرکھے، کرتے، صدری، مرزائی وغیرہا کی آستینوں، دامنوں، چاکوں، پردوں، تولیوں، جیبوں پر ہوں گریبان کا کنٹھا، شانوں پشت کے پان ترنج، ٹوپی کا طرہ، مانگ، گوٹ پر کام، جوتے کا کنٹھا، گچھا۔ کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملاکر دیکھے تو چار انگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے۔ اور اگر کوئی بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسے گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا اگرچہ خود اس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں۔ جیسے ریشم یا لچکے پٹھے کے تعویز یا ریشمی کمربند یا جوتے کی اڈیوں پنجوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی، ہاں ایک قول پر آنچل پلو مطلقًا حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کارچوبی دوشالے یا بنارسی عمامے والوں کے لئے بہت وسعت ہے مگر یہ زیادہ قوت اسی پہلے قول کو ہے کہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو۔

فی الدر المختار یحرم لبس الحریر علی الرجل الا قدر اربع اصابع کاعلام الثوب وظاهر المذهب عدم	در مختار میں ہے کہ مرد کے لئے ریشم پہننا حرام ہے البتہ چار انگل کی مقدار ممنوع نہیں جیسے کپڑے پر نقوش وغیرہ بنالینا۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے

[5] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۳۰

[6] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراهیة الباب العاشر نورانی کتب خانہ کراچی ۵ /۳۳۵

ومثله لو رقع الثوب بقطعة دیباج وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا ونسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقشۃ اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم یرکله حریرا قال ط وھل حکم المتفرق من الذھب و الفضۃ کذالك یحرر[7]۔قال فی القنیۃ وکذا فی القلنسوۃ فی ظاھر المذھب یجوز قدر اربع اصابع وفی التبیین عن اسماء رضی الله تعالٰی عنھا انھا اخرجت جبۃ طیالسۃ علیھا لبنۃ شبر من دیباج کسوانی وفرجاھا مکفوفان به فقالت ھذہ جبۃ رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یلبسھا وفی القاموس کف الثوب کفا خاط حاشیّته ولبنۃ القمیص نبیقته فی الھندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر اوالذھب او الفضۃ اوالکرباس الذی خیط علیه ابریسم کثیر اوشق من الذھب اوالفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع اھ وبه یعلم حکم العرقیۃ المسماۃ بالطافیۃ	طول میں زیادہ ہوں اور یہی حکم ہے اس کپڑے کا جس کو ریشمی پیوند لگایا گیا ہو اور ظاہر مذہب میں متفرق کو جمع کرنا نہیں اس کا تقاضایہ ہے کہ کپڑے پر ریشمی نقوش خواہ بنائے گئے ہوں یا بُنے ہوئے ہوں جائز ہیں جبکہ اس کا کوئی نقش بھی چار انگلیوں کی مقدار تک نہ پہنچنے پائے اگرچہ جمع کرنے سے زیادہ ہوجائیں بشرطیکہ سارا ریشمی نہ ہو۔علامہ طحطاوی نے فرمایا متفرق سونے چاندی کا جو حکم پہنچا ہے وہ یوں ہی تحریر کیا جاتا ہے۔قنیہ میں ہے اسی طرح ظاہر مذہب کے مطابق ٹوپی میں چار انگشت کے برابر کی مقدار جائز ہے۔ تبیین میں سیدہ اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت ہے کہ انھوں نے (زیادت کرانے کے لئے ایک طیالسی جبہ باہر نکالا کہ جس پر ایک بالشت کی مقدار کسروانی ریشم کا گریبان تھا اس کے دونوں اطراف ریشم سے مخطوط تھے پھر مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جبہ مبارک ہے جو آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے، قاموس اللغات میں ہے (کف الثوب) اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کا کنارہ مخطوط و، فتاوٰی عالمگیری میں ہے کہ مردوں کو سونا چاندی ریشمی لباس پہننا یا ایسی سوتی ٹوپی پہننا جس پر بہت سے ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا سونا چاندی چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہو تو یہ عمل مکروہ ہے (عبارت مکمل ہوگئی) اور اس سے عرقیہ جس کو طافیہ کہا جاتا ہے کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے، جب

[7] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۲۴

جمع المتفرق للتفرق ولو فی عمامة وکذا المنسوج بذهب یحل اذا کان اربع اصابع والا لایحل للرجل وفی السراج عن السیر الکبیر العلم حلال مطلقًا صغیرا کان او کبیرا قال المصنف هو مخالف لما مر من التقیید باربع اصابع وفیه رخصة عظیمة لمن ابتلی به فی زماننا[8] اھ ملخصا۔ وفی ردالمحتار العلم عندنا یدخل فیه السجاف وما یخیط علی اطراف الاکمام ومایجعل فی طوق الجبة وهو المسمی قبة وکذا العروة و الزر و مثله فیما یظهر طرة الطربوش ای القلنسوة مالم تزد علی عرض اربع اصابع وما علی اکتاف العباءة علی ظهرها وما فی اطراف الشاش سواء کان تطریزا بالابرة اونسجا ومایرکب فی اطراف العمامة المسمی صجقا فجمیع ذٰلك لاباس به اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولها و	کہ متفرق کو جمع نہ کیا جائے اگرچہ پگڑی میں ہو، اسی طرح سونے کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے جبکہ بمقدار چار انگشت ہو، ورنہ مرد کے لئے جائز نہیں۔ سراج میں سیر کبیر کے حوالے سے منقول ہے نقوش علی الاطلاق جائز ہین خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مصنف نے فرمایا کہ یہ چار انگلیوں کی قید کے مخالف ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس میں بڑی رخصت ہے اس شخص کے لئے جو ہمارے دور میں اس میں مبتلا ہوگیا ہے (ملخص مکمل ہوا) فتاوٰی شامی میں ہمارے نزدیک نقوش میں نقش ونگار پردے کے بھی داخل ہیں اور وہ جس کی آستینوں پر سلائی کی گئی ہو اور جو کچھ طوق جبہ پر کام کیا گیا جس کو "قبہ" کہا جاتا ہے اور اسی طرح تکمہ اور گھنڈی، اور یہی حکم ظاہر ہوتا ہے ٹوپی کے کناروں پر نقش ونگار کا جبکہ وہ چوڑائی میں چار انگشت کی مقدار سے زیادہ نہ ہوں۔ اور جو کچھ گڈری کے کناروں اور اس کے پشت پر ہو اور جو کچھ سنہری نقش دار لباس کے کناروں پر کام کیا ہوا ہو، خواہ سوئی کے ساتھ بیل بوٹے بنائے گئے ہوں، چاہے بنے ہوئے ہوں یا پگڑی کے کناروں میں جس کو "صجق" کہا جاتا ہے جوڑے گئے ہوں ان سب میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ چوڑائی میں بمقدار چار انگلی ہوں اگرچہ

[8] درمختار کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۳۹۔۲۳۸

فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لاتحل و ان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع. وفی الھندیۃ تکرہ عصابۃ المفتصد وان کانت اقل من اربع اصابع لان اصل بنفسہ کذا فی التمرتاشی اھ ط[9] اھ ملتقطا. **اقول:** وما وقف علیہ ط وامر بتحریرہ فھو بحمد اللہ تعالٰی محرر عندی لاشبھۃ فیہ و لقدرأیتنی کتبت علی ھامشی نسختی ردالمحتار عند قولہ وھل حکم المتفرق الخ۔ مانصہ. **اقول:** معلوم ان الحریر و الذھب والفضۃ کلھا متساویۃ فی حرمۃ البس حیث حرم فالترخیص فی لبس الحریر ترخیص فیھما واللہ تعالٰی اعلم[10] اھـ ثم رأیت العلامۃ الشامی ذکر بعد نحو ورقتین عین ماذکرتہ وللہ الحمد حیث قال"قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص	اس پر ریشمی نقوش ہوں اور اس کا کوئی ایک نقش چار انگلیوں کی مقدار سے زیادہ ہوں تو جائز نہیں اور اگر کم ہو تو جائز ہے اگرچہ اس کے مجموعی نقوش چار انگلیوں کی مقدار سے بڑھ جائیں۔ فتاوٰی ہندیہ یعنی عالمگیری میں ہے پچھنے لگوانے والے کی پٹی اگر چار انگلیوں کی مقدار سے کم ریشمی ہوں تب بھی اس کا استعمال مکروہ ہے (اس لئے کہ وہ تابع نہیں۔ بلکہ خود بذتہ، اصل ہے یونہی تمرتاشی میں مذکور ہے (طحطاوی کی عبارت پوری ہوگئی)۔ **میں** (مراد صاحب فتاوٰی) **کہتاہوں** کہ جس میں علامہ طحطاوی نے توقف کیا تھا اور اس کی تحریر کا حکم دیا تھا بحمداللہ تعالٰی وہ میرے نزدیک محرر ہے جس میں کوئی شبہہ نہیں۔ بیشک میں نے ردالمحتار کے اپنے نسخہ کے حاشیہ میں علامہ موصوف کے قول ھل حکم المتفرق الخ جس کی موصوف نے تصریح فرمائی، لکھا ہے۔ **میں کہتاہوں** یہ تو معلوم ہے کہ ریشم سونا اور چاندی پہننے کی حرمت برابر ہے۔ کیونکہ سب کا استعمال کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ریشم کی رخصت ان سب کی رخصت ہے۔ اللہ تعالٰی خوب جانتاہے پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا کہ انھوں نے دو اوراق کے بعد بالکل وہی کچھ ذکر کیا جو کچھ میں نے ذکر کیا تھا اللہ تعالٰی ہی لائق حمد وثنا ہے۔ چنانچہ انھوں نے

[9] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۶۔۲۲۵

[10] جدالممتار علی ردالمحتار

العلم و الکفاف من الحریر ترخیص لھما من غیرہ ایضا بدلالة المساواة ویؤید عدم الفرق مامر من اباحة الثوب المنسوج من ذھب اربعة اصابع وکذا کتابة الثوب بذھب او فضة [11] الخ۔فھذا تحریرہ وللہ الحمد۔	فرمایا سونا، چاندی اور ریشم یہ سب حرام ہونے میں مساوی اور برابر ہیں۔لہٰذا ریشمی نقش ونگار اور کفاف (کناروں کا مخطوط ہونا) کی رخصت دینا بعینہٖ سونے چاندی کی رخصت دینا ہے۔ کیونکہ دلالت حرمت میں یہ سب برابر ہیں، پس اس بات کی تائید گزشتہ عدم تفریق سے ہوتی ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا بمقدار چار انگشت مباح ہے اور سونے چاندی کی کتابت (تحریر) کا بھی یہی حکم ہے۔ الخ۔ لہٰذا یہ ان کی تحریر ہے۔ خدا ہی کے لئے حمد وستائش ہے۔(ت)

ان عبارات سے بھی یہ واضح ہوا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہر طرح جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کی کلابتوں کامدانی وغیرہ سے بنائے جائیں خواہ کوئی جدا چیز۔ جیسے فیتوں۔لیس، بیچک، بانکڑی وغیرہا ٹانکی جائے، ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا اگرچہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں کی ہے۔علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔

فی فتاوٰی الامام قاضیخاں ان الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطة شیئ من ذی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلك کثیرا اجرلا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانة علی المعصیة [12]۔	امام قاضی خاں کے فتاوٰی میں ہے کہ موچی اور درزی اگر بدکار لوگوں کی وضع کے مطابق جوتے اور کپڑے تیار کرنے کی اجرت مانگے اور اسے اس کام پر بہت زیادہ اجرت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا مستحب نہیں رہتا کیونکہ اس میں گناہ پر مدد کرنا پایا جاتا ہے۔(ت)

(۷) وہ کپڑے پہننے جن پر سونے چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے۔

(۸) یوہی جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملمع،

[11] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۲۶

[12] فتاوٰی قاضی خان کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس مطبع نولکشور لکھنؤ ۴ /۷۸۰

فی الھندیۃ لایکرہ لبس ثیاب کتب علیھا بالفضۃ والذھب وکذلك استعمال کل مموہ لانہ اذا ذوب لم یخلص منہ شیئ کذا فی الینابیع [13] اھ وفی الدرحل کتابۃ الثوب بذھب اوفضۃ والمطلی لاباس بہ بالاجماع [14] اھ ملخصاً۔	فتاوٰی ہندیہ میں ہے ایسے کپڑے پہننے مکروہ نہیں کہ جن پر سونے یا چاندی سے کتابت کی گئی ہو اور اسی طرح تمام ملمع کاری والے کپڑوں کے استعمال کا یہی حکم ہے کیونکہ جب اسے ڈھالا جائے تو اس سے کچھ برآمد نہیں ہوتا ینابیع میں یہی مذکور ہے۔ درمختار میں ہے کہ کپڑے پر سونے چاندی کی کتابت جائز ہے اور ملمع کاری میں بالاجماع کوئی مضائقہ نہیں اھ ملتقطا (ت)

(۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار پتر جوڑے ہونا بشرطیکہ وہ شیئ جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اس عضو کی جگہ سے جدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں منہ لگا کر پانی نہ پئیں۔ تخت، پلنگ، کرسی، کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں، رکاب میں پاؤں ان پر نہ رہے لگام، تلوار، نیزہ، تیر کمان، بندوق قلم، آئینہ کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں، دیچی پوزی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں۔ چھڑی میں نیچے کی شام رواا وپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے، حقہ میں چاندی سونے کی مُنہنال حرام کہ پینے میں اس سے منہ لگتا ہے مگر دہن نَے سے نیچے سِر کی ہو کہ اسے منہ ہاتھ نہ لگایا جائے تو رواہ وعلی ہذا القیاس اشیائے کثیرہ جنھیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قلیل سے تھیں کواڑوں، صندوق، قلمدان، انگوٹھی کے رنگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اوپر گزرا۔

فی الدرالمختار حل الشرب من اناء مفضض ای مزوق بالفضۃ والرکوب علی سرج مفضض والجلوس علی کرسی مفضض لکن یشترط ان یتقی موضع الفضۃ بفم وجلوس ونحوہ وکذا الاناء المضبب بذھب او	درمختار میں ہے جس برتن پر چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو اس سے پانی پینا جائز ہے اور چاندی کی ملمع کاری والی زین پر سوار ہونا اور اسی نوع کی کرسی پر بیٹھنا بھی جائز ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جہاں چاندی پیوستہ ہو وہاں منہ نہ لگایا جائے اور نہ اس جگہ بیٹھے اور نہ سوار ہو، اسی طرح سے

[13] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۳۴

[14] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۳۷

فضة والکرسی المضبب بھما وحلیة مرأة و مصحف بھما کما لو جعله فی نصل سیف اوسکین اوقبضتھا او لجام اورکاب ولم یضع یدہ موضع الذھب والفضة [15] اھ ملخصا. وفی ردالمحتار **قوله مفضض** وفی حکمه المذھب قھستانی قوله ای مزوق وفسرہ الشمنی بالمرصع بھا قال فی غرر الافکار یجتنب فی المصحف ونحوہ موضع الاخذ وفی السرج ونحوہ موضع الجلوس وفی الرکاب موضع الرجل و فی الاناء موضع الفم ونحوہ فی ایضاح الاصلاح ویجتنب فی النصل والقبضة واللجام موضع الید فالحاصل ان المراد الاتقاء بالعضو الذی یقصد الاستعمال به ففی الشرب لما کان المقصود الاستعمال بالفم اعتبر الاتقاء به دون الید، ولا یخفی ان الکلام فی المفضض والا فالذی کله فضة یحرم استعماله بای وجه کان ولو بلامس	جس برتن سے سونا چاندی پیوستہ ہوں اور وہ کرسی جس پر یہ دونوں لگے ہوئے ہوں شیشہ اور مصحف جن پر سونے چاندی کا زیور لپٹا ہو، تلوار یا چھری کی دھار یا ان دونوں کے دستے، لگان یا رکاب پر سونا چاندی لگے ہوں لیکن بوقت استعمال ان سے ہاتھ مس نہ ہوں تو یہ سب جائز ہیں۔ ردالمحتار میں ہے مصنف کا قول ای مزوق، علامہ شمنی نے اس کی تشریح "المرصع" (یعنی اس پر چاندی کا جڑاؤ ہو) سے فرمائی یعنی وہ جس پر چاندی جڑی ہوئی ہو، غرر الافکار میں فرمایا مصحف اور اس جیسی کسی چیز (جس پر ہاتھ رکھنے والی جگہ پر سونا چاندی پیوستہ ہو) تو اس کے پکڑنے میں پرہیز کرے اور سونے چاندی کو مس نہ کرے۔ اسی طرح زین یا کرسی جس کے بیٹھنے کی جگہ پر سونا چاندی لگا ہو تو اس سے پرہیز کرے یعنی اس پر نہ بیٹھے اور رکاب میں پاؤں والی جگہ سونا چاندی ہوت پاؤں نہ رکھے۔ اور برتن میں منہ لگانے کی جگہ سونا چاندی ہو تو منہ نہ لگائے یعنی استعمال نہ کرے۔ اور اسی طرح ایضاح الاصلاح میں ہے تیر کے پھل۔ تلوار کے دستے اور لگام کو بھی بایں وجہ ہاتھ نہ لگائے اور اس سے بچے۔ حاصل کلام، یہ ہوا کہ اس حصہ جسم اور عضو کو بچایا جائے جو کسی شے کے استعمال کرنے میں مقصود ہوتا ہے۔ چونکہ

[15] درمختار کتاب الحظر ولاباحة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶ و ۲۳۷

بالجسد بخلاف القصب الذی یلف علی طرف قبضة النتن فانه تزویق فهو من المفضض فیعتبر اتقاؤه بالید والفم ولایشبه ذٰلك مایکون کله فضة کما هو صریح کلامهم وهو ظاهر قوله المضبب ای مشدد بالضباب وهی الحدیدة العریضة التی یضبب بها وضبب بالفضة شدبها مغرب.قوله وحلیة مرأة الذی فی المنح والهدایة وغیرهما حلقة بالقاف قال فی الکفایة والمراد بها التی تکون حوالی المرأة لا ماتاخذ المرأة بیدها فانه مکروہ اتفاقا [16] اھ ملتقطا وفی الهندیة لاباس بالمضبب من السریر اذالم یقعد علی الذهب والفضة وکذا الثغر [17] اھ ملخصًا۔	پینے کے لئے منہ کا استعمال مقصود ہوتا ہے لہٰذا اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا نہ کہ ہاتھ کا،اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کلام سونے اور چاندی کی ملمع کاری میں ہے ورنہ جو چیز تمام کی تمام چاندی کی ہو اس کا استعمال تو سرے سے حرام ہے خواہ استعمال ہاتھ سے ہو یا بغیر ہاتھ لگائے ہو بخلاف اس کانے کے جو تمباکو کے کانے کے کنارے پر لپیٹ دیا جاتا ہے کیونہ وہ "تزویق" ہے جو مفضض میں شامل ہے لہٰذا ہاتھ اور منہ سے اس کے بچاؤ کا اعتبار ہوگا اور یہ اس کے مشابہ نہیں جو تمام چاندی ہو جیسا کہ فقہائے کرام کا صریح کلام ہے اور یہی ظاہر ہے مصنف کا ارشاد المضبب یعنی ضباب کے ساتھ باندھاہوا۔اور ضباب وہ چوڑا لوہا ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو باندھا جاتا ہے "ضبب بالفضة" کے معنی ہیں چاندی کے ساتھ باندھا گیا (مغرب) قولہ حلیة المرأة منح الغفار اور ہدایہ وغیرہ میں یہ لفظ حلقة صرف قاف کے ساتھ ہے۔الکفایۃ میں فرمایا کہ اس سے شیشے کا آس پاس (یعنی چاروں اطراف) مراد ہیں نہ کہ وہ جگہ جس کو عورت اپنے ہاتھ سے پکڑتی ہے کیونکہ وہ تو بالاتفاق مکروہ ہے (ملخص مکمل ہوا) فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ سونے چاندی کے تاروں سے جڑا اور کسا ہوا تخت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ سونے چاندی والی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کرے۔(ت)

یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض اور بھی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں۔اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز انھیں

[16] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیرت ۷ /۲۱۸و۲۱۸

[17] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۳۴

میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل ہے۔اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے۔یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دارومدار نیت پر ہے۔

فی الدر المختار یتحلی الرجل بخاتم فضة اذا لم یرد به التزین ویحرم بغیرها وترك التختم لغیر ذی حاجة افضل وکل مافعل تجبرا کرہ وما فعل لحاجة لا[18] اھ ملتقطا. وفی الھندیة لبس الثیاب الجمیلة مباح اذ الم یتکبر وتفسیرہ ان یکون معها کما کان قبلها کذا فی السراجیه[19] اھ. **اقول:** وبما فسرت التزین ظھر الجواب عما اورد العلامة الشامی علی استثنائه انه سیأتی ان ترك التختم لمن لایحتاج الی الختم افضل وظاھرہ انه لایکرہ للزینة بلا تجبر[20] اھ یعنی ان	درمختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب وزینت کی نہ ہو،اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے۔جس کو پہنے کی ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔ فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ اچھا لباس پہننا مباح ہے جبکہ تکبر نہ کیا جائے اور تکبر نہ ہونے کی تشریح یا علامت یہ ہے کہ عمدہ لباس پہننے کے بعد بھی وہی حالت و کیفیت ہو جو پہلے تھی۔ یونہی سراجیہ میں بھی مذکور ہے، **میں کہتا ہوں** کہ جو کچھ میں نے "تزئین" کی تشریح کی ہے اس کے استثناء تزئین پر علامہ شامی کے اشکال کا جواب واضح ہوگیا کہ عنقریب آئیگا کہ بغیر حاجت انگوٹھی نہ پہننا (ترک تختم) انگوٹھی پہننے سے بہتر ہے اس سے ظاہر ہے کہ زینت کے لئے پہننا مکروہ نہیں اھ یعنی اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر حاجت انگوٹھی پہننے سے زیب وزینت کے علاوہ کوئی غرض نہیں ہوتی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے

[18] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۰

[19] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۳۲

[20] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۲۹

المسئلة تفید الجواز من دون حاجة الختم وح لم یبق غرض الاالتزین ورأیتنی کتبت علی ہامشه ما نصه **اقول**:قد فرق وان مسئلة الاکتحال بین الزینة والجمال فهلا یراد به مثله بها فیباح التجمل دون التزین [21] اھ وحاصل ماشرت الیه ان الزینة تطلق ویراد بها مایعم الجمال وھو جائز بل مندوب الیه بنیة حسنة فان الله جمیل یحب الجمال وھو اثرادب النفس وسماتها وتطلق ویراد بها ماینحو التخنث والتصنع مثل المرأة وھو مذموم ودلیل علی ضعف النفس ودناء تها ویرشدك الی الاطلاقین قول علمائنا لایکره دھن شارب ولا کحل اذا لم یقصد الزینة [22] وقولهم کما فی الفتح بالخضاب وردت السنة ولم یکن لقصد الزینة [23] مع قوله تعالٰی قل من حرم زینة الله [24] فلیکن	اس کے حاشیہ پر لکھا جس کی عبارت یہ ہے **اقول: میں کہتا ہوں** اہل علم نے سرمہ کے مسئلے میں زینت اور جمال کے درمیان فرق کیا ہے پس یہی معنی مماثل یہاں کیوں نہیں مراد لیا جاتا۔ لہٰذا تجمل کے لئے یہ کام مباح ہو نہ کہ زیب و زینت کے لئے اھ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی لفظ زینت بول کر اس سے وہ معنی مراد لیا جاتا ہے جو لفظ جمال سے لیا جاتا ہے اور وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بشرطیکہ نیت اچھی ہو کیونکہ اللہ تعالٰی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے یہ ادب نفس اور اس کے حصہ کا اثر ہے کبھی لفظ زینت کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس سے تخنث ہیجڑاپن) اور تصنع (بناوٹ و نمائش) کا مفہوم مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہ جذبہ عورتوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور یہ مذموم ہے اور نفس کی کمزوری، کمینگی اور گھٹیا پن کی علامت ہے۔ پس علمائے کرام کی طرف سے ان الفاظ کے دونوں اطلاق کی وضاحت تمھاری راہنمائی کرے گی۔ مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ آنکھوں میں لگانا مکروہ نہیں جبکہ زینب وزینت

[21] جدالممتار علی ردالمحتار

[22] الدرالمختار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسد الصوم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۵۲

[23] فتح القدیر کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۷۰

[24] القرآن الکریم ۷/۳۲

المراد ھناھو المعنی الثانی فلا ایراد ولاتخالف واللہ تعالٰی الموفق ھذا فی ردالمحتار التختم سنۃ لمن یحتاج الیہ کما فی الاختیار وانما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال امالو لہ فصان او اکثر حرم [25] اھملخصا۔	مقصود نہ ہو، فتح القدیر میں ہے کہ خضاب لگانے کا ذکر حدیث میں وارد ہوا ہے جبکہ زینت کے ارادہ سے نہ ہو باوجود یہ کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے" کس نے اللہ تعالٰی کی زینت کو حرام ٹھہرایا ہے"اللہ تعالٰی ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ عورتوں کے لئے انگوٹھی پہننا سنت ہے انھیں اس کی ضرورت اور حتیاج ہوتی ہے جیسا کہ الاختیار میں ہے چاندی کی انگوٹھی مردوں کے لئے جائز ہے بشر طیکہ انگوٹھی مردانہ وضع کی ہو اور اس کے نگینے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اس کا استعمال ممنوع اور حرام ہے اھ ملخصا (ت)

(۱۰) یوہیں چاندی کی پیٹی **(۱۱)** کمر بند **(۱۲)** تلوار کا پر تلا جائز

فی الدر المختار ولا یتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منھا ای الفضۃ [26] اھ،وفی رد المحتار وحمائلہ من جملۃ حلیتہ شرنبلالیۃ اھ **قلت** ومثلہ للطحطاوی عن ابن السعود عن الشرنبلالی عن البزازیۃ وعنھانقل فی الھندیۃ وقال فی الغرائب لاباس باستعمال منطقۃ حلقنا ھافضۃ [27]۔	در مختار میں ہے کوئی آدمی مطلقًا سونے اور چاندی کا زیور نہ پہنے بجز چاندی کی انگوٹھی کے یا کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) اور تلوار کو دستہ بھی استعمال کرنا مذکورہ دھاتوں کے سے جائز ہے اھ۔ ردالمحتار (فتاوٰی شامی) میں ہے کہ تلوار کا پر تلا از قسم زیور ہے۔ شرنبلالیہ۔**قلت** (میں کہتا ہوں) یوں ہی طحطاوی میں مذکور ہے ابوالسعود بحوالہ شرنبلالی اس نے فتاوٰی بزازیہ سے اس سے فتاوٰی ہندیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ الغرائب میں فرمایا ایسے کمر بند (پیٹی یا بیلٹ) کے استعمال کرنے کوئی حرج نہیں ہے،

---

[25] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دراحیاء التراث لعربی بیروت ۵ /۲۳۱

[26] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۰

[27] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۳۲، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دارالمعرفۃ بیروت ۴ /۱۸۰

(۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا۔

(۱۴) افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔

فی الدر المختار لایشد سنہ المتحرك بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد[28] اھ وفی ردالمحتار عن التاتارخانیۃ جدع اذنہ او سقط سنہ فعند الامام یتخذ ذٰلك من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضًا[29] اھ ملخصاً۔	درمختار میں ہے کہ ہلتے ہوئے دانت چاندی سے نہ کہ سونے کی تاروں سے مضبوط نہ کئے جائیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی علیہ نے دونوں سے جائز قرار دیا ہے فتاوٰی شامی میں تتارخانیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کان کٹ جائے یا دانت گر جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ صرف چاندی کے بنا کر لگائے جائیں جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک سونے کے لگانے بھی جائز ہیں اھ ملخصا۔ (ت)

(۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود، زرہ، دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ناجائز۔

فی الدر المختار استثنی القھستانی وغیرہ استعمال البیضۃ والجوشن والساعدان منھما فی الحرب للضرورۃ[30] اھ وفی خزانۃ المفتین لاباس بالجوشن و البیضۃ من الذھب و الفضۃ فی الحرب[31] اھ وفی رد المحتار قال فی الذخیرۃ قالوا ھذا قولھما[32] الخ۔	درمختار میں ہے قہستانی وغیرہ نے جنگی ضرورت کے پیش نظر سونے چاندی کا خود، زرہ، اور دستانوں کا استعمال جائز قرار دیا ہے خزانۃ المفتین میں ہے جنگ میں سونے چاندی کی زرہ اور خود کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ردالمحتار میں ہے کہ ذخیرہ میں فرمایا گیا کہ لوگوں نے کہاں ہے کہ یہ قول امام صاحب کے دو ۲ (مایہ ناز) شاگردوں قاضی امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے الخ (ت)

[28] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۰

[29] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۳۱

[30] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۳۶

[31] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۳۵

[32] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۱۸

اس تفصیل سے بحمدہٖ اللہ تعالٰی نے اس تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام اور مسئلہ کا جواب بھی لائح واللہ تعالٰی اعلم۔